

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

{ سودی نظام کا تحفظ اور وکالت جہالت، سفاہیت، حماقت اور زفالت }

نفس و آفات

حرب من الله ورسوله

قرآن وحدیث کے قطعی نصوص اور واضح احکام کی روشنی میں وفاقی شرعی عدالت نے ۱۲ نومبر ۱۹۹۱ء کو اپنے عظیم تاریخی فیصلے کی بناء پر ملک میں سودی نظام کے امتناع کا عہد ساز فیصلہ دیا مگر اس کے باوجود بھی بعض کج فہم اور مغربی فکر کے علمبردار دانشوروں نے اس کے خلاف مضامین لکھے حتیٰ کہ وزیر مملکت برائے خزانہ سید آصف احمد علی نے "سود جائز ہے" کا فتویٰ صادر فرمایا اور کہا "اگر سود کو ختم کر دیا جائے تو پاکستان کے پورے مالیاتی نظام کی بنیادیں ہل جائیں گی"۔ (روزنامہ پاکستان لاہور ۱۶ جنوری ۱۹۹۲ء)

جب ملک کے علمی و ادبی حلقوں اور عامۃ المسلمین نے اس کے خلاف شدید احتجاج کیا تو چاہیے تھا کہ حکومت نو عمر عدالت اور استہرام شریعت کے اس مجرم کو وزارت سے برطرف کر کے قرار واقعی سزا دیتی مگر ایوانِ اقدار میں اس کا کچھ اثر نہ ہوا جو اس بات کی دلیل ہے کہ بات ان کی تھی اور زبان ان کی تھی، لہذا انہی کی شرپسائیچوں روز وزیر موصوف کا یہ ارشاد بھی اخبارات کی شہ سرخیوں کی زینت بنا۔

جس شخص نے ان کے بیان کی مدست کی ہے انہیں چاہیے کہ وہ موجودہ نظام میں تبدیلی ضرور پیش کریں تاکہ بینکنگ کے نظام میں سود کا سلسلہ ختم کرنے کے بعد غیر ملکی سرمایہ اور قرضہ وائسٹس حاصل کئے جاسکیں اور ملک کا بینکنگ نظام کس طرح جاری رکھا جاسکے گا؟ (روزنامہ جنگ لاہور ۲۱ جنوری ۱۹۹۲ء)

قرآن وحدیث کی تعلیمات اور شریعت کے واضح احکامات کے خلاف اس قدر وریدہ دہنی اور خبیث باطن کا اظہار اور بلیک میل کی بدترین نا اہلیت کے شواہد جو کہ بہت کم ہیں۔ البتہ ایک چیز ہے جس کی قابلیت کا سابقہ حکمرانوں سمیت اب کے رہبر اسلامیت بھی ہر موقع پر ثبوت دیا اور ایسا قاطع واقعہ کہ دنیا کی کوئی قوم ان کے مقابلہ میں اپنے عجز و صرغ کو نہیں چھپا سکتی۔ یعنی ملک اور ملکی باشندوں کی امیدوں کی تمذیل، اسلامی تعلیمات کے ساتھ استہزاء و تمسخر، نفاق و شریعت کے لیے سود کا اہتمام جملہ نادانی کے ساتھ بیرونی آفتابان ولی نعمت کی ہر خواہش کا استقبال تکمیل

اور یہی وہی ہر صدائے بے بہود کے آگے بلاتامل رکوع و سجود — اور اس سے بڑھ کر درد انگیز بات یہ ہے کہ یہاں صرف نیکی کا عدم نہیں، ہدی کا ارتکاب بھی ہے، اس کا اظہار بھی اور اس پر اصرار بھی، اس وطیرہ مذموم کے پیش نظر اب کے حکمران بھی اپنے پیش روؤں کی طرح اہل پاکستان کی بہترین امیدوں کے لیے ایک سنگ گراں بن کر حائل ہو گئے ہیں اور سردار آصف کا حد درجہ مذموم اور لائق صد نفرتیں بیان پوری قوم کی پیشانی پر ایک ایسا سیاہ داغ ہے جس نے ملک کے تمام نظریاتی حسن کو تاراج کر دیا ہے۔

قرآن مجید نے تمام انسانی معاصی اور جرائم کے متعلق مختلف قسم کی جو وعیدیں بیان فرمائی ہیں۔ سود کے بارے میں وعید ان سب سے شدید تر ہے جو کسی بھی سخت سے سخت جرم و معصیت کے بارے میں نہیں آئی

فَارَبُّكُمْ تَفْعَلُوا فَاذْكُوا بَعْرَبِ
مِنْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ۔

اگر تم نے ایسا نہ کیا (یعنی سود ترک نہ کیا) تو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ لڑنے کیلئے تیار ہو جاؤ (کہ یہ فی الحقیقت اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ ہے)۔

(۲۷۸ ۱۲)

قرآن کریم نے اس آیت میں سود کے لینے پر اصرار کو ”حرب من اللہ ورسولہ“ سے تعبیر کیا ہے کہ اس کے لینے والے، اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے مستعد رہیں کیونکہ دوسری کسی معصیت میں انسان خدا کے بندوں کے لیے اس درجہ بے رحم اور خونخوار نہیں ہو جاتا جس درجہ سود کو اپنا وسیلہ معاش بنالینے کے بعد از سر ”پا پ مجسمہ شقاوت و مساوت بن جاتا ہے اور خدا کے بندوں کے آگے بے رحمی سے مغرور ہونا فی الحقیقت خدا کے لگے مغرور ہو کر آمادہ جنگ و پیکار ہونا ہے۔

بڑے بڑے عادی مجرم بارہا انسانی مظلومی اور بے کسی کو دیکھ کر ان کی آنکھیں اشکبار اور دل دونیم ہونے پر رحم ڈاکوؤں اور ظالم قاتلوں نے بھی بعض اوقات کسی بڑھیا کی فریاد، کسی بے گس کی گریہ و زاری اور کسی یتیم کی آہ و فغاں پر اپنی کھینچی ہوئی تلوار پھینک دی اور چند لمحوں کے لیے انہیں اپنی بھولی ہوئی انسانیت یاد آگئی انسانی فطرت اور فضیلت بہر حال بڑی سے بڑی زندگی کی تاریکی میں بھی کبھی نہ کبھی اپنی روشنی بے نقاب کر دیتی ہے۔

مگر اس کے مقابلے میں ایک سود خور کو لاق، وہ چور نہیں ہے، وہ ایک ڈاکو کے نام سے حقیر و ذلیل نہیں کیا جاتا، لوگ اس سے پناہ نہیں مانگتے بلکہ اس کو ڈھونڈتے ہیں وہ پھاڑوں کی غاروں، جنگلوں کے گنجان گوشوں میں مجرموں کی طرح نہیں چھپتا وہ سوسائٹی سے مردود و مضر و نہیں ہے بلکہ ہر وہ بھی ایک شہری ہے جو ایک شریف باشندہ شہر کی طرح انسانوں میں رہتا اور جسم اجتماعی میں عضو صحیح کی طرح شامل ہے، بایں ہمہ اس کے اعمال کا کیا حال ہے وہ ڈاکو سے بڑھ کر آبادی کو غارت کرتا ہے وہ قاتل سے زیادہ انسانی حیات کو موت سے تبدیل کرتا ہے۔

وہ عادی مجرم سے زیادہ سوسائٹی کو تباہ کرتا ہے وہ ایک درندہ سے بھی خوفناک تر خون آشام اور بھیڑیے اور جنگلی سور سے بھی بڑھ کر حیات انسانی کا دشمن ہے۔ پھر ان سب سے زیادہ یہ کہ سخت سے سخت بے رحم ڈاکو کی آنکھوں سے کبھی نہ کبھی رحم کا ایک قطرہ اشک ٹپک پڑتا ہے مگر یہ محال قطعی ہے کہ سود خور کی قسارت و شقاوت کبھی بھی کسی رڑپتے ہوئے جسم اور کسی پکارتی ہوئی زبان پر ایک لمحے، ایک دقیقے یا ایک عشرت دقیقے کے لیے بھی رحم کھائے۔

روپیہ کی لین دین ہی ایک ایسی شے ہے خواہ کیسے ہی سخت سے سخت عنوان ظلم ہو لیکن چونکہ احتیاج اور ضرورت کو وقتی اور فوری طور پر دور کرنے والی ہے اس لیے انسان اس سے بھاگ نہیں سکتا بلکہ پناہ مانگنے کی جگہ خود اس کی طرف دوڑتا ہے وہ جانتا ہے کہ سود خور ایک بے رحم ڈاکو، اور خونخوار درندہ ہے لیکن جنگل کے ڈاکو سے نفرت کرتا اور اس شہری ڈاکو کے آگے عاجزی سے ہاتھ جوڑتا ہے تاکہ وہ اسے اپنے دائم ظلم میں پھنسانے کے لیے چن لے اور اس کو مجروح تیغ قسارت و بے رحمی سے انکار نہ کرے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہزار ہا انسانی بے رحیمیاں کسی آبادی کو اس طرح نقصان نہیں پہنچا سکتیں جس درجہ پورے شہر میں ایک "سود خور" کا وجود پہنچا سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم اس کو سب سے بڑی وعید الہی کا مستحق قرار دیتا ہے۔

قرآن حکیم نے انفاق فی سبیل اللہ کے بعد سود خوری کی زندگی کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اَلَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ الرِّبٰى، لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا
يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنْ
الْمَيْسِ، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْمَبْيِيعُ
مِثْلُ الرِّبٰى (۱۲ ۲۷۵)

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ کھڑے نہ ہو سکیں گے مگر اس
پاگل کی طرح جس کو شیطان کے اثر نے مخلوط اکھاں بنا
دیا ہو اور یہ اسی لیے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ضرور بیع و شرا
بھی مثل سود ہی کے ہے۔

قرآن حکیم میں سود خور زندگی، اس کے عادات و خصائل، اس کے اعمال و افعال اور اس کے نتائج کی ایک
مصروع (مرگی زدہ) اور ایک آسیب زدہ پاگل کے حالات و خصائص سے جامع و مانع تشبیہ دی گئی ہے۔
قرآنی اصطلاح کے مطابق سود خور ایک شخص ہے جو پاگل ہو گیا ہو، ایک مجنون ہے جس کی عقل و دانش بالکل
معطل ہو ایک مخلوط اکھاں ہے جس کے ہوش و حواس کا کارخانہ بگڑ گیا ہو ایک مصروع ہے جو مرگی کے اشتداد
سے اپنے اوپر حکومت نہ رکھتا ہو، صحت اعضا و جوارح تمام امیال و جذبات کے درست ہونے چلنے پھرنے،
بھوک پیاس کے احساس اور نظام ہر ایک کا بل اور سالم انسان ہونے کے باوجود اس میں انسانیت کا جوہر مفقود ہوتا
ہے وہ سوسائٹی کا ایک جزو، شہر کا ایک جائز باشندہ اور باوجود انسان ہونے کے ایک خوفناک درندہ ہے۔

رزالت و سفاہت اور ہیمیت و بربریت کا ایک پکیر مجسم ہے درندوں کے جھٹ اور وحشیوں کے جنگل کا

ایک جانور ہے ایک پاگل آدمی باوجود انسان صورت ہونے کے انسان نہیں ہوتا کیونکہ اس کا نظام اور اک و حواس درہم برہم ہو جاتا ہے اور یہی شے انسان کا اصلی جوہر شرف ہے بالکل اسی طرح ایک سود خور ایک جاتز باشندہ شہر اور شریف زندگی ہونے کے باوجود شریف نہیں ہوتا کیونکہ اس کے تمام جذبات و عواطف ملکوتیہ اور فضائل خصال و اخلاق معطل ہو جاتے ہیں اور جب یہ دونوں چیزیں معطل ہو جائیں تو فالو یبقی الا صورت اللحم والدم

وزیر مملکت کا یہ بیان جو تو ہیں عدالت اور دین کے قطعی احکام و نصوص کے ساتھ سراسر استہزاء ہے حکومتی سطح پر چپ سا وہ حکومت ہی کی پالیسی کی غمازی ہے اگر موجودہ حکمرانوں کی یہی پالیسی ہے جبکہ اس میں مزید شک و شبہ کی گنجائش بھی باقی نہیں رہی تو قطعاً وہ مزید برسراقتدار رہنے کے لائق نہیں اور اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کر لیں کہ حکمران اس سے غفلت کر رہے ہیں اور وہ اپنی غفلت پر قانع ہیں تو اس کا بھی کوئی شکوہ نہیں، ایک اسی پر کیا موقوف ہے آج ملک کا تو یہ حال ہے کہ

ماجرایاست آں چشم فصول ساز مرا

مگر ستم بالائے ستم یہ ہے کہ بایں ہمہ حالات بتینہ و قاطع، حکمران ملک کی خوشحالی اور نفاذِ شریعت، شریعت بل کے علمبردار اور اسلامی انقلاب لانے کے مدعی اور ملک میں بدامنی رے چینی اور اس کے اسبابِ افلاس کی سراغ رسانی کے بڑے خواہشمند بھی ہیں

از حسن این چه سوال است کہ معشوق تو کسیت
ایں سخن را چه جواب است تو ہم سے دانی

وزیر موصوف اور ان ہی کے مکتب فکر کی سب سے پہلی غلط فہمی تو یہی ہے جس کی بنا پر انہوں نے سود کے خاتمے کو ملکی اقتصادیات اور مالیاتی نظام کی تباہی کا باعث قرار دیا ہے اس غلط فہمی کے ازالے کیلئے گزارش ہے کہ عقلی حیثیت سے سود ایک غلط چیز ہے اور نقلی حیثیت سے بھی خدا اور اس کے رسول نے ہر قسم کے سود کو حرام قرار دیا ہے اس کے بعد لوگوں کا یہ کہنا کہ کیا سود کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے؟ اور کیا غیر سودی نظام قابل عمل بھی ہے؟ دوسرے الفاظ میں اس کا اعتراف کرنا ہے کہ خدا کی اس خدائی میں کوئی غلطی ناگزیر بھی ہے اور کوئی راستی قابل عمل بھی پائی جاتی ہے یہ دراصل فطرت اور خالق فطرت کے مربوط اور محکم نظام کے خلاف عدم اعتماد کا اظہار اور باطنی خباثت و دہریت کا اقرار ہے اس کا صاف مطلب تو یہ ہے کہ فطرت خود طیر بھی بگاڑ کی حامی اور بناد کی دشمن ہے اگر بالفرض یہ بات تسلیم ہے تو پھر ہمیں اپنی ساری بخششیں لپیٹ کر رکھ دینی چاہئیں اور سیدھی طرح زندگی سے استعفاء

دے دینا چاہیے اور اگر انسان اور کائنات کی فطرت اور اس کے خالق کا نظام محکم اس سوء ظن کے لائق نہیں ہے تو پھر واقعی انسان اور بچے مسلمان کی طرح ہمیں یہ انداز فکر چھوڑ دینا چاہیے کہ ”سود ہے تو برا“ قرآن نے بھی اسے حرام قرار دیا ہے مگر کام اسی سے چلتا ہے اور حرمت ریل ہے تو برحق مگر موجودہ دور میں چلنے والی چیز نہیں ہے۔ دراصل کسی بھی مروج طریقہ معاملات جس سے انسانی امور وابستہ ہو جاتے ہیں اس کو یکسر بدل کر کسی دوسرے طریقہ کو رائج کرنا بنیاد پر مشکل نظر آتا ہے خواہ وہ طریقہ بجائے خود صحیح ہو یا غلط، دشواری صرف اس کے تفتیر میں ہے مگر ہمارے وزیر نامہ بزار اور اسی مکتب فکر کے نادان دوست یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ جو غلط سودی نظام رائج ہو چکا ہے انسانی معاملات بس اسی ہی پر چل سکتے ہیں اور اس کے سوا دوسرے کوئی طریقہ قابل عمل ہی نہیں ہے چاہے وہ خدا اور اس کے رسول کی تعلیمات ہی پر مبنی کیوں نہ ہو؟

یہ لوگ محض جہالت اور کج فہمی کی وجہ سے فوری تجویز تغیر (اسلامی بینکاری کا نفاذ) کے سر پر نا قابل عمل ہونے کا الزام تھوپنے لگتے ہیں جبکہ تغیر کی دشواری کے اصل اسباب کو سمجھنے کی کوشش ہی کیا؟ ارادہ ہی نہیں کرتے۔

اگر آپ ایک رائج الوقت نظام کے خلاف کسی تجویز کو بھی نا قابل عمل سمجھیں گے تو انسانی سعی کے امکانات کا بہت ہی غلط اندازہ لگا بیٹھیں گے آخر جس دنیا میں انفرادی ملکیت کی کامل تفسیح اور مکمل اجتماعی ملکیت جیسی انتہائی انقلاب انگیز تجویز تک عمل میں لا کر دکھا دی گئی ہو وہاں یہ کہنا کس قدر جہالت پر مبنی اور لغو ہے کہ سود کے سقوط سونی نظام کی تفسیح اور زکوٰۃ کی تنظیم جیسی معتدل تجویزیں قابل عمل نہیں ہیں۔

چوالیس سال سے سودی نظام کے علمبردار اور اسی مکتبہ فکر کے دانشور ایک ہی رٹ لگاتے جا رہے ہیں کہ اس کے متبادل اسلام کے مالیاتی نظام کا نقشہ کیا ہوگا؟ جبکہ اسی کے جواب میں اسلامی معاشیات کے ماہرین اور باب علم و فضل اور بین الاقوامی سکالروں نے خود حکومت کی قائم کردہ اسلامی مشاورتی کونسل نے مدلل، واضح اور ہر لحاظ سے جامع اور قابل عمل نقشہ نہ صرف پیش کیا ہے بلکہ اس کو عملی طور پر مختلف ممالک اور کئی ایک بینکوں میں برت کر دکھا بھی دیا ہے مگر اس کے باوجود بھی حکومت کے نمائندے سردار آصف کہتے ہیں ”علماء موجودہ نظام میں تبدیلی کے لیے اپنی تجاویز پیش کریں یہ وہی پرانی رٹ ہے کہ اسلامی مالیاتی نظام کا نقشہ کیا ہوگا؟“

کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے نزدیک عمل کی جگہ شاید کاغذ ہے حالانکہ عمل کاغذ پر نہیں زمین پر اور اعضا۔ وجوہ کے معاملات پر ہوا کرتا ہے کاغذ پر کرنے کا جو اصل کام تھا وہ ہر دور میں محققین عصر و دربار باب دین و دانش نے قطعی دلائل اور شواہد سے نظام حاضر کی غلطیاں اور ان کی مضرتیں کھول کھول کر واضح کر دی ہیں اور اس کے متبادل اصلاحی تجاویز کی معقولیت بھی ثابت کرتے آئے ہیں۔

الحق

نقش آغاز

ہم یہ سوال کہ عملی طور پر اس شکست و ریخت کی تفصیلی صورت کیا ہوگی اس کے جزوی مراحل کیا ہوں گے اور ہر مرحلے میں پیش آنے والے مسائل کو حل کیسے کیا جائے گا تو ان امور کو عملی طور پر بتانے سے پہلے نہ کوئی مشاہدہ کر سکتا ہے نہ پیشگی طور پر جان سکتا ہے اور نہ ان کا جواب دے سکتا ہے اگر آپ بحیثیت مسلمان کے اس امر پر مطمئن ہو چکے ہیں کہ سودی نظام واقعی غلط اور از روئے اسلام حرام ہے اور تعلیمات اسلام کی بیان کردہ اصلاحی تنجاذیر معقول ہیں نقشہ درست ہے تو جواب! آج ہی جرأت کر کے عمل کی طرف قدم اٹھائیے اور اس عملی کارروائی کی زمام کار ایسے علماء اور محققین اور ماہرین کے ہاتھ میں دیکھیے جو ایمان اور اخلاص، دیانت و تقویٰ، جرأت اور عظیم تر علمی صلاحیتوں کے مالک ہوں پھر جو بھی عملی مسئلہ، کوئی عملی اشکال کوئی عملی دشواری پیش ہوگی اسی جگہ وہ حل ہوتی جائے گی یہ وقت سود کے جواز کے فتوؤں، نقضوں کے مطالبے کمیٹیوں کے قیام اور باقی جمع خرچ کا نہیں عملی اقدام کا ہے جہاں تک سردار آصف کے مذموم بیان اور حکومت کی سردمہری اور مجرمانہ پیشکش پناہی کا تعلق ہے تو یہ توہین عدالت بھی ہے اور اسلامی قوانین اور شریعت سے استہزاء بھی، اور خدا اور اس کے رسولؐ سے بغاوت اور ان سے اعلان جنگ کے مترادف ہے جو کسی بھی صورت میں ناقابل عفو ہے اور اس کی واحد صورت یہی ہو سکتی ہے کہ خلوص نیت سے بارگاہ ربوبیت میں اپنے کفر یا اقوال اور اعمال سے توبہ کر کے عملاً سودی نظام ساقط کر دیا جائے اور اسلام کا مالیاتی نظام جاری کر دیا جائے ۛ

نہ جا اس کے تحمل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اسکی
ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا
عبدالقیوم حقانی

قارئین سے گزارش { یہ ہے کہ گذشتہ دو تین سال سے کاغذ کی گرانی، کتابت، طباعت اور بائیں رنگ پر دوسرے اثرات
مگر اب جبکہ وسائل کی قلت، شدید مہنگائی اور اخراجات کی کثرت کے پیش نظر قارئین سے اصل لاگت کی بنیاد پر تعاون
کے بغیر ادارہ کے لیے کام کرنا ممکن نہیں رہا اس لیے اپنے کم فرماؤں اور مخلصین سے بھی درخواست ہے کہ آئندہ صرف
اپنے کا اضافہ اور وہ بھی ایک دینی ادارہ کی سرپرستی اور تعاون کی نیت سے قبول فرما کر سالانہ چندہ نہ اپنے بھیسے
کریں۔ خدا کرے کہ یہ معقول اضافہ قارئین کے لیے بار خاطر نہ ہو اللہ تعالیٰ سب کو اجر عظیم عطا فرمائے (امین)

(ادارہ)